ازفضلِ ایزدی مجھے کوئی کمی نہیں

منظوم کلام۔ حضرت مرزا رفیع احمد علیہ السلام مرقوم ۱۹۶۵ء

دولت نہیں ہے پاس، پہ دامن تہی نہیں
شُکرِ خدا غنی ہوں اگرچہ غنی نہیں

صد شُکر و صد سپاسِ خداوندِ کردگار
ازفضلِ ایزدی مجھے کوئی کمی نہیں

آ دیکھ بندگانِ خدا کی کرامتیں
دَر وا ہے فیض عام ہے لب پر نفی نہیں

کِس دَر پہ جاؤں گا میں دَرِ یار چھوڑ کر
اُس کے سوا جہاں میں مرا تو کوئی نہیں

جیتا ہوں اِس امید پر اُن سے میں 'ہاں' سُنوں
اب تک تو عرضِ مدعا پہ ہے ہوتی رہی نہیں

کِس میں ہے تابِ ضبط کہوں کس سے سرگزشت
اُن سے کہوں گا اور کسی سے کہی نہیں

کیوں چھوڑ دوں اُمید دِلا وصلِ یار کی
انکار کب کیا ہے کہا ہے ابھی نہیں

کیوں پھر نہ بابِ رحمتِ عالی کُھلا کرے
''سختی سہی نہیں کہ اُٹھائی کڑی نہیں''

افسوس اس پہ جس کی خدا سے نہ لَو لگی
کِس سے بنائے گا جو اُس سے بنی نہیں

سجدہ میں جو نہیں وہ مسلماں کا سر نہیں
اُس کی نہیں وہ آنکھ کہ جس میں نمی نہیں

فضلِ خدا سے بڑھ کے نہیں کوئی سلطنت
جس کو نہیں یہ علم اُسے آگہی نہیں

دونوں جہان پالیئے عشقِ رسولؐ میں
سچ بات ہے یہ لاف کوئی سرسری نہیں

فیضان اُس کی مُہرِ نبوّت کا بند ہو
یہ بات قُدسیوں سے تو ہم نے سنی نہیں

قرآن جو خدا کا کلامِ مبین ہے
اس میں یہ بات دیکھو کہیں بھی لکھی نہیں

چھوڑا ہے دامن شہِ کونینؐ ہاتھ سے
چہروں پہ اُن کے نور سماوی تبھی نہیں

اُمّت پہ کر نبیؐ کی ترحّم کی اک نظر
کچھ نیک بھی ہیں ان میں بُرے تو سبھی نہیں

حُسن ازل کا عشق ہے سینہ میں موج زن
تصویر غیر کی کبھی دل میں جمی نہیں

رغبت مری ہے خالقِ خوبانِ دہر سے
مخلوق کی ادا کوئی دل میں بچی نہیں

تر دامنی پہ مجھ کو ملامت نہ کر ندیم
کیا دیکھتا تو آنکھ میں میری نمی نہیں

رفعت رفیعؔ نہ پائے تو پائے گا اَور کون
مطلوب بندگی ہے جسے سروری نہیں

••••••••••••••••••••••